اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / ستراھواں اجلاس (دوسری نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز جمعۃ المبارک مورخہ 5 رستمبر 2025ء بمطابق ۱۱رربیع الاوّل ۱۴۴۷ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دُعائے مغفرت۔	04
3	وقفہ سوالات۔	06
4	توجہ دلاؤ نوٹسز۔	09
5	رخصت کی درخواستیں۔	15
6	ایوان کی کارروائی۔	15
7	مشترکہ قرارداد نمبر 56۔	16
8	قرارداد نمبر 57۔	20

جلد 17 ☆☆☆ شمارہ 02

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز جمعۃ المبارک مورخہ 5 ستمبر 2025ء بمطابق ۱۱/ربیع الاوّل ۱۴۴۷ھ۔

بوقت سہ پہر 3 بجکر 40 منٹ پرزیرِصدارت کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی، اسپیکر،

بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَیْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝۱۱۵ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ج لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِیْمِ ۝۱۱۶ وَمَنْ یَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لا لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ لا فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ط اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝۱۱۷ وَ قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ اَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ۝۱۱۸ ع

﴿ پارہ نمبر۱۸ سورۃ المئومنون آیت نمبر ۱۱۵ تا ۱۱۸ ﴾

ترجمہ: سو کیا تم خیال رکھتے ہو کہ ہم نے تم کو بنایا کھیلنے کو اور تم ہمارے پاس پھر کر نہ آؤ گے۔ سو بہت اُوپر ہے اللہ وہ بادشاہ سچا کوئی حاکم نہیں اسکے سوا مالک اُس عزت کے تخت کا۔ اور جو کوئی پکارے اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم جس کی سند نہیں اُسکے پاس، سو اُسکا حساب ہے اُسکے ربّ کے نزدیک۔ بیشک بھلا نہ ہوگا منکروں کا اور تو کہہ اے ربّ! معاف کر اور رحم کر اور تو ہے بہتر سب رحم والوں سے۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْم۔

☆☆☆

جناب اسپیکر: جَزَاکَ اللّٰہ. اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: اسپیکر صاحب! آپ کی اجازت سے۔

جناب اسپیکر: جی۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: دو دن پہلے شاہوانی اسٹیڈم میں ایک سیاسی جلسے میں دھماکہ ہوا تھا جو کہ بہت افسوسناک واقعہ تھا۔اُس میں 17 لوگ شہید اور بہت سے زخمی ہوئے ہیں۔ پارٹی کے ہمارے ساتھی بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ہم اِس کی پرزور مذمت کرتے ہیں اور حکومت سے یہ بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ اِس طرح کے واقعات کا صدباب کیا جائے اور جو بھی ایسا واقعہ ہوتا ہے ہم اُس کا کم ازکم یہ پتہ چل جائے کہ یہ کہاں سے ہو رہا ہے کہ کون کر رہا ہے اور آخر میں مَیں یہ request کروں گا کہ ان سب کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے مولوی صاحب! فاتحہ پڑھیں ۔زخمیوں کی صحت یابی کیلئے دعا اور شہدا کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(شہداء کے لئے دعائے مغفرت اور زخمیوں کی صحت یابی کے لئے دعا کی گئی)

جناب اسپیکر: اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ ۔۔جی علی مدد صاحب آپ کچھ کہنا چاہ رہے تھے؟

حاجی علی مدد جتک: میں میر طارق مسوری بگٹی سابقہ MPA کو بلوچستان اسمبلی آمد پر welcome کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: طارق مسوری بگٹی صاحب کو ہم پورے ہاؤس کی جانب سے خوش آمدید کہتے ہیں۔ جی اپنا مینگل صاحب۔

میر جہانزیب مینگل: سر! پرسوں جو خودکش دھماکہ ہوا میری پارٹی کے جلسے پر، اِس کی پرزور مذمت کرنا چاہوں گا۔ سر! ہم سیاست کر رہے ہیں بلوچستان کی، بلوچ عوام کی، بلوچستان کے حقوق کی بات کرتے ہیں۔داعش ہم پر آ کے حملہ آور ہوتی ہے۔ ایک دفعہ پہلے بھی ہمارے دھرنے پر خودکش حملہ ہو چکا ہے، جس کا ابھی تک پرسان حال نہیں کون تھا کہاں سے۔جواَب کی داعش ہے سر! ہم اس کو اچھی طریقے سے جانتے ہیں، اِس کو ہزارہ بھی جانتے ہیں، اِس کو تُوتک والے بھی جانتے ہیں، اِس کو شاہ نورانی والے بم دھماکے والے بھی جانتے ہیں، اِس کو شکارپور والے بھی جانتے ہیں۔یہ کسی اور کا نام لیکر اپنے آپ کو اسکے پیچھے چھپاتا ہے اِس کو ہم چھپنے نہیں دیں گے۔اور ہمارے جتنے بھی کارکنوں کی شہادت ہوئی ہے اُن کا انشاء اللہ خون رائیگاں نہیں جائے گا۔مَیں گورنمنٹ سے یہی التجا کروں گا کہ اس پر صحیح انکوائری ہونی چاہیے کہ آیا اس کے پیچھے کیا محرکات ہیں۔مہربانی سر۔

جناب اسپیکر: Thank you, point is noted please. جی خیر جان صاحب !ایک منٹ۔ جی شاہدہ رؤف صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ رؤف: بہت شکریہ اسپیکر صاحب۔ سب سے پہلے تو مَیں اپنی اور اپنی پارٹی کی طرف سے جو خودکش حملہ ہوا ہے اِس کی پرزور مذمت کرتی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ آئندہ ایسے واقعات نہیں ہوں گے۔ سر! میرا ایک personal concern ہے جو کہ مَیں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں۔

جناب اسپیکر: دیکھیں میڈم! تقریر نہیں کرنی ہے مہربانی کر کے ایجنڈے پر چلیں گے۔

محترمہ شاہدہ رؤف: مَیں صرف ایک منٹ لوں اس سے زیادہ نہیں۔

جناب اسپیکر: ok,ok.

محترمہ شاہدہ رؤف: سر! مجھے اس اسمبلی سے اور آپ سے تھوڑا سا یہ کہنا ہے کہ ہم جب بھی کوئی چیز اِس ہاؤس میں لے کے آنا چاہتے ہیں چاہے وہ resolution ہے چاہے وہ پوائنٹ آف آرڈر ہے یا پوائنٹ آف پبلک انٹریسٹ ہے، مجھے وہ سمجھ نہیں آتی کہ اُس کو کارروائی کا حصہ کیوں نہیں بنایا جاتا۔ مَیں اِس میں آپ سے بھی رہنمائی چاہوں گی۔ سیکرٹری اسمبلی بھی بیٹھے ہوئے ہیں یعنی مَیں نے آپ سے پہلے کبھی یہ قدغن اِس اسمبلی میں نہیں دیکھی کہ ایک معزز ممبر کو یا ایک پارلیمنٹ کے ممبر کو کسی issue پر نہ بولنے دیا جائے۔ تو اِس چیز کو kindly آپ دیکھیں جب اِس ہاؤس میں ہمیں بولنے کی اجازت نہیں ہوگی تو kindly مجھے بتا دیا جائے کہ میرا proper forum کہاں ہے جہاں میں نے بلوچستان کے لیے اور بلوچستان کے لوگوں کے لیے آواز اٹھانی ہے؟ مَیں نے سیکرٹری اسمبلی کے پاس اپنی ایک قرارداد جمع کروائی جس کو ایجنڈے کا حصہ نہیں بنایا گیا۔ سیکنڈ ستمبر کو مَیں نے سیشن میں کوئٹہ سٹی کے بارے میں بات کی۔ اور مَیں نے آپ سے یہ ریکویسٹ کی کہ kindly اس پر ایکشن لیا جائے۔ آپ نے مجھ سے یہ کہا ''کہ ہم اِس پر دیکھتے ہیں''۔ سر! سیکنڈ ستمبر کا سیشن آج 05 ستمبر ہے۔ اُس کا بھی کوئی نوٹس نہیں لیا گیا۔ اگر اِس ہاؤس کے اندر ہمارے ساتھ یہ رویہ رکھا جائے گا تو مَیں آج کے اجلاس کا بائیکاٹ کرتی ہوں۔

جناب اسپیکر: آپ جواب سنیں گی یا پھر باہر جائیں گی؟ .Ok thank you very much ابھی یہ جواب سننے کے لیے بھی تیار نہیں ہیں اُنہوں نے ایک resolution لائی تھی اُس میں۔ اُس میں جب تک clarity نہیں آتی ہے اُس وقت تک ہم اُس کو ایجنڈے پر نہیں لا سکتے۔ میں نے اُن کو یقین دہانی بھی کرائی تھی کہ ہم اس پر اس کو clarity لا کے، آپ ہمیں اِس بات پر موردالزام نہیں ٹھہرا سکتیں کہ آج کے ایجنڈے میں کیوں خوامخواہ شامل نہیں ہے، سیشن چل رہا ہے تو تقریباً end of the session پر آپ کی یہ چیز ایجنڈے پر آجائیگی لیکن چونکہ یہ

کُنْ فَیَکُونُ والی باتیں ہیں تو وہ میرے خیال میں ممکن بھی نہیں ہے۔ thank you very much

جناب اسپیکر: وقفہ سوالات۔

میر زاہد علی ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 221 دریافت فرمائیں۔زاہد علی ریکی صاحب غیر حاضر ہیں، disposed off کیا جاتا ہے۔۔۔(مداخلت) جی میڈم یہ سوال disposed off ہوگیا۔ یہ question جب disposed off ہوگیا پھر اس پر کیا بولنا ہے۔چلیں میڈم کا mic on کردیں۔

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی (وزیر تعلیم): سر! یہ تو زاہد علی ریکی صاحب کا اچھا سوال تھا لیکن مَیں صرف اس میں ایک چیز کہ اِس میں جو latest position ہے چونکہ وہ بہت پرانا سوال تھا کوئی پانچ چھ ماہ پہلے کا۔

جناب اسپیکر: کس کے بارے میں آپ کہہ رہی ہیں؟

وزیر تعلیم: زاہد علی ریکی کے سوال کے بارے میں۔

جناب اسپیکر: میڈم! یہ سوال محکمہ منصوبہ بندی وترقیات سے ہے آپ کے ساتھ نہیں ہے، تشریف رکھیں please۔ جی minister for P&D.

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی وترقیات): thank you جناب اسپیکر۔ یہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ جب بھی ہمارے معزز اراکین مختلف محکموں پر سوال کرتے ہیں اور پھر جب سوال اُن کا اسمبلی میں ٹیبل ہوجاتا ہے تو یہاں نہیں ہوتے۔ جب منسٹرز یہاں سے غائب ہوتے ہیں تو آپ اُن کی سرزنش کرتے ہیں تو آپ سے گزارش ہے کہ جو محرک کے اگر وہ غائب ہوجائیں تو ان کی بھی سرزنش کریں یا آئندہ ان کو سوال پوچھنے کی اجازت نہ دیں۔ اگر سوال کرتے ہیں تو کم ازکم اُسی دن وہ پابند رہیں۔

جناب اسپیکر: اچھا وہ اس طرح ہے جو زاہد علی ریکی صاحب ہیں اُنہوں نے application بھجوائی تھی leave کے لیے لیکن میں نے ان کو یہ میسج convey کیا ہے کہ آپ جب سوال لاتے ہیں آپ یہ ڈیمانڈ بھی کرتے ہیں کہ منسٹر صاحب موجود ہی رہتے ہیں لہٰذا، ایک منٹ hold کریں۔نہیں رہتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ اپنے question کو سیریس نہیں لے رہے ہیں۔ سیریس نہ لینے کا بس یہی ایک ہی طریقہ ہے تقریباً۔ اگر آپ حاضر ہوں گے تو ٹھیک ہے نہیں تو آپکا question disposed off کریں گے۔ مزید پھر اب اس پر کوئی کارروائی نہیں ہوگی۔ لہٰذا زاہد علی ریکی صاحب کے متعلق حالانکہ انہوں نے leave کی درخواست بھی دی ہے لیکن اس question کو disposed off کیا جاتا ہے۔ میر اسد اللہ بلوچ صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 237 دریافت فرمائیں۔ وہ leave پر ہیں۔ question disposed off۔ میر اسد اللہ بلوچ! سوال نمبر 238 again

محکمہ منصوبہ بندی وترقیات کے ساتھ، disposed off۔ میر اسداللہ بلوچ again سوال نمبر 239 محکمہ منصوبہ بندی وترقیات disposed off۔ میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنا سول نمبر 173 جو محکمہ تعلیم سے متعلق ہے۔ جی میڈم! آپ بتائیں۔ سوال کو مَیں disposed off کر رہا ہوں۔ آپ بھی بتائیں جو بتانا ہے۔

وزیر محکمہ تعلیم: thank you اسپیکر صاحب آپ نے موقع دیا۔ میں صرف اس میں ایک جو latest ہے ریکارڈ پر لانا چاہتی ہوں کہ اُس میں جو باقی سوال تو تقریباً وہی ہیں لیکن جو مالی سال 24-2023ء کے لیے حکومت بلوچستان نے تمام سرکاری سکولوں کی مرمت کے لیے 47 کروڑ 44 لاکھ 24 ہزار مختص کیے تھے اور ضلع واشک کے سرکاری سکولوں کے لیے کلسٹرڈ بجٹ کی مد میں 75 لاکھ 90 ہزار روپے مختص کیے۔ سر! میں اس کی تفصیل آپ کے آفس میں دے دوں گی۔ thank you۔

جناب اسپیکر: thank you جی اصغر علی ترین صاحب! infact منسٹر صاحبہ یہ کہہ رہی ہیں کہ question میرے پاس آیا ہے میں نے ساری ڈیٹیل بنا کے لائے ہیں، ٹیبل کر دیئے ہیں تو اس کے باوجود اگر اس پر محرک خود نہیں آتے ہیں تو پھر وہ اس کو، رحمت رحمت صالح بلوچ صاحب! محکمہ تعلیم سے متعلق سوال نمبر 240 یہ again disposed off۔ جناب رحمت صالح بلوچ صاحب! 241 محکمہ تعلیم disposed off۔ رحمت صالح بلوچ صاحب! سوال 242 محکمہ تعلیم again disposed off رحمت صالح بلوچ صاحب! 243 محکمہ تعلیم۔ اب دیکھیں اُنہوں نے question ڈالے ہیں لیکن خود He is out of country. میرا مطلب یہ ہے کہ اس پر سیریس نہیں ہے disposed off۔

جناب اصغر علی ترین: سر! دیکھیں ناں آپ ہم سوال ڈالتے ہیں ناں کبھی کبھار چھ بجے بعد آتا ہے، کبھی کبھار تین مہینے بعد آتا ہے کبھی کبھار مہینے بعد آتا ہے، کوئی time frame نہیں ہے سر۔

جناب اسپیکر: مَیں نے زابد علی ریکی صاحب کہ چھ مہینے بعد پرسوں اُس کے مَیں نے question رکھے ہیں اُس کے لیے اور وہ صرف اور صرف اُن کی غیر حاضری کی وجہ سے۔

جناب اصغر علی ترین: چھ مہینے بعد۔

جناب اسپیکر: کہنے کا مطلب یہ ہے، دیکھیں! آپ پوچھیں، ریکارڈ بھی لیں آپ۔

سید ظفر علی آغا: جناب اسپیکر صاحب! اپوزیشن کے پاس یہی ایک ہی فورم ہے، جہاں ہم بول سکتے ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ مہربانی کریں۔

سید ظفر علی آغا: جب disposed off کریں گے سر، ایسا ٹائم بھی آیا ہے کہ میرا question میں منسٹر

صاحبان موجود نہیں تھے۔

جناب اسپیکر: میرے کہنے کا مقصد یہ ہے دیکھیں! اگر آپ کے ہی پارٹی کے لوگ یہاں کھڑے ہوتے ہیں کہ سر! ہمارے question کا فائدہ کیا ہے جب minister concerened یہاں نہیں آتے ہیں۔ منسٹر صاحب یہاں نہیں آتے ہیں تو ان کو بتانا ہوتا ہے کہ آپ کیوں نہیں آئے ہیں۔ جب آپ نہیں آئیں گے تو اس سے تو question۔۔۔(مداخلت) نہیں، بات تو اُس وقت کریں گے جب آپ کا محرک ہوگا تو بات کریں گے۔ جب وہ خود نہیں آتے ہیں۔

جناب اسپیکر: جناب ہدایت رحمٰن بلوچ صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 246 دریافت فرمائیں۔

مولانا ہدایت رحمٰن بلوچ: جی، بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ سوال نمبر 246۔

وزیر محکمہ تعلیم: جواب پڑھا ہوا ہے تصور کیا ہے۔

جناب اسپیکر: جی۔

☆**246** **جناب ہدایت الرحمٰن بلوچ، رُکن اسمبلی:** <u>نوٹس موصول ہونے کی تاریخ 05 مئی 2025ء۔</u>

کیا وزیر تعلیم از راہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ،

ضلع گوادر میں کل کتنے اسکولز بند ہیں ان بند اسکولوں کو کھولنے کیلئے حکومت نے اب تک کیا اقدامات اُٹھائے ہیں، کی مکمل تفصیل دی جائے؟

وزیر محکمہ تعلیم: جواب موصول ہونے کی تاریخ 10 جولائی 2025ء۔

ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر نے بذریعہ مراسلہ نمبر 8808.10 مورخہ 20.5.2025 (کاپی منسلک) اور ضلع گوادر میں غیر فعال اسکولوں کی تعداد 22 ہے انکی کی وجوہات منسلک کر دی گئی ہیں جناب سیکرٹری اسکولز بلوچستان نے مراسلہ No.SO(S.III)2.22/Cotract/2025/19432-99 مورخہ 20.5.2025 کے تحت تمام ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسران سے تدریسی عملے (BPS-14 to BPS-15) خالی اسامیوں کی لسٹیں طلب کر لی ہیں اور دفتر ہذا کے مراسلہ No.1173-77/C/Rec:/P-II/AdmnHR مورخہ 24.5.2025 کے ذریعہ ان خالی اسامیوں پر بھرتی فیز۔III کو مشتہر کرنے اور ان پر میرٹ پالیسی 2024ء کے مطابق تعیناتی کیلئے ہدایت جاری کی گئی ہیں جن کی تفصیل ضخیم ہے لہٰذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر: جی مولانا صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: الحمدُ للہ اس میں ہمارے 64 سکول بند تھے الحمدللہ ہم نے کوشش کی اور محکمہ تعلیم

ضلعی انتظامیہ سب نے، ابھی 22 باقی ہیں انشاءاللہ ایک دو ماہ میں یہ بھی انشاءاللہ کھل جائیں گے۔

جناب اسپیکر: ok۔جی. concerened minister please.

وزیر محکمہ تعلیم: ایک انفارمیشن بھی تھی کہ شیئر ہو جائے محکمہ تعلیم کی۔ کہ ضلع گوادر کے ساتھ ساتھ ہمارے ٹوٹل جو ہمارے سکولز تھے تقریباً 3500 بند تھے لیکن الحمدُ للہ جو ہم نے تقریباً 7507 ٹیچرز ہم نے SBK کے جو بھرتی کیے۔ اور 3000 جو ہے contract پر جو بھرتی فیز وَن میں۔تو اُس کی وجہ سے ہمارے تقریباً کافی تقریباً 3000 سے زیادہ اسکول کھل گئے۔اور اُس میں جو محکمہ تعلیم، sorry ضلع گوادر کے تھے وہ تقریباً 22 تھے۔ابھی فیز وَن ہے اور فیز ٹو میں ہم نے آپ کے تقریباً کافی سکول کھول دیے ہیں۔اور انشاءاللہ جو ہمارا فیز تھری ہے جس میں 218 پورے بلوچستان کے ہیں وہ بھی انشاءاللہ ہم بھرتی کریں گے۔اور ہمارے تقریباً تمام سکول کھل جائیں گے۔ thank you.

جناب اسپیکر: ok۔ توجہ دلاؤ نوٹس۔

مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب! اپنے توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔وزیر برائے محکمہ ایکسائز کی توجہ اہم مسئلے کی جانب مبذول کروائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ بلوچستان کے مسلم اکثریتی والے علاقوں میں Wine Store قائم کیے جارہے ہیں۔اگر جواب اثبات میں ہے تو Wine Store کھولنے کا ضابطہ کیا ہے اور کیا اس ضابطے پر عملدرآمد ہورہا ہے، تفصیل فراہم کی جائے؟

جناب اسپیکر: اس وقت منسٹر صاحب غیر حاضر ہیں۔جی۔

جناب اصغر علی ترین: یہی تو مسئلہ ہے مَیں نے آپ کو بولا تھا۔

جناب اسپیکر: جی مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: مجھے بتائیں میں اپنی بات تو کروں ناں اُن تک پہنچے گی تاکہ یہ اور بھی جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: چونکہ آپ موجود ہیں اس کو ڈیفر کردیتے ہیں next session میں پھر دوبارہ اس کو پابند کرتے ہیں اور بلا لیتے ہیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: باقی تو ہیں ناں۔ باقی تو منسٹر ہیں۔میں بات کروں گا اس پر۔باقی اور بھی بہت سارا ایجنڈا ہے۔

جناب اسپیکر: ہے لیکن ایکسائز سے متعلق حاجی محمد خان یہاں موجود نہیں ہیں۔ Any-body on behalf of Haji Muhammad Khan. کوئی جواب دے گا ٹریژری بینچز سے؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: ظہور صاحب ہیں، شعیب صاحب ہیں اور باقی ہیں۔

جناب اسپیکر: جی اپنا منسٹر فنانس۔

وزیر محکمہ خزانہ: جناب اسپیکر! مولانا صاحب درست فرما رہے ہیں، کیبنٹ سے کوئی بھی گورنمنٹ سے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: کہ Wine Store سے یہ متعلق ہے تھوڑا تھوڑا ناں اسی لئے میں کہتا ہوں کہ مَیں کچھ بولوں گا۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! آپ بولیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: دیکھیں ضلع گوادر میں۔۔۔

جناب اسپیکر: ایک منٹ one by one۔

وزیر محکمہ خزانہ: اسپیکر صاحب! کیونکہ جو ہمارے ایکسائز منسٹر صاحب ہیں ان کے پاس well-inform ہیں وہ بہتر انداز میں اس بات کا جواب دے سکتے ہیں تو میرے خیال سے next session کے لیے ریفر کریں زیادہ مناسب ہوگا تو یہ میری ریکویسٹ ہے۔

جناب اسپیکر: مولوی صاحب! آپ بتائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: نہیں نہیں میں بات کروں گا۔

جناب اسپیکر: آپ بات کریں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اچھا یہ جو ضلع گوادر میں ہمارے چھ Wine Store بنائے ہیں۔ ایک نصیر آباد سے شفٹ کیا ہے ایک حب چوکی سے شفٹ کیا ہے کسی اور ضلع میں۔ 200 خاندان ہیں اقلیت کے، 200، صرف 3 لاکھ لوگوں میں سے صرف 200 خاندان کے لیے چھ Wine Store۔ اب اندازہ لگائیں یہ اقلیتی برادری وہ میرے ووٹرز ہیں وہاں کے جو 200 خاندان ہیں اقلیتی برادری۔ انہوں نے اپنے مندر میں پریس کانفرنس کر کے بتایا کہ ہمیں کوئی Wine Store نہیں چاہیے۔ پھر بھی نصیر آباد، حب چوکی، جعفر آباد سے منتقل کر رہے ہیں اُسکا ایک ضابطہ ہوتا ہے، اُس کا ایک نظام ہوتا ہے۔ اُس کی ترتیب ہے۔ وہ قائم ہونا چاہئے۔ صرف اپنے پیسے کے لیے ریونیو کے، بٹورنے کے لیے۔ ریونیو منسٹر تو ہے ناں یہاں۔ ریونیو کے لیے کہ مجھے پیسے آجائیں۔ ہماری پوری نسل کو پوری قوم کو تباہ کر رہے ہیں۔

جناب اسپیکر: اچھا مولوی صاحب! یوں کرتے ہیں چونکہ ابھی منسٹر موجو نہیں ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو اس کی تمام details جو آپ کی requirement ہے آپ کے توجہ دلاؤ نوٹس میں ہے اُس کے مطابق ساری

details منگوا لیتے ہیں اگلے سیشن میں اور اُس کے ساتھ ہی منسٹر صاحب کو پابند کرتے ہیں کہ وہ آپ کے ساتھ بیٹھ جائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: ٹھیک ہے Wine Store کی یہ پابند کریں کہ 6 جو وہاں بنائے گئے ہیں کس ضابطے کے تحت بنائے گئے ہیں؟

جناب اسپیکر: نہیں نہیں Question آپ نے یہ کیا تھا کہ کون لائسنس کس کو دیئے جاتے ہیں کس کس کو وہ بیچ سکتے ہیں؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: اور کسی علاقے میں Wine Store کس ضابطے کے تحت، کس اقلیت کے نام پر ناں مسلمانوں پر تو، اقلیت تو ایسے ماشاء اللہ یہ بیٹھے ہوئے ہیں چھالیہ کھانا اِن کے مذہب میں نہیں ہے۔ اِن پر شراب مسلط کیا گیا ہے، شراب تو اُن کے مذہب میں بھی حرام ہے۔ اُن کا تو ایسا معصوم مذہب ہے۔ مسلمان تو چھالیہ کھاتے ہیں اُن کے مذہب میں تو چھالیہ بھی جرم ہے۔ اُس پر شراب مسلط کرتے ہیں ہم مسلمان ملک ہے ماشاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہم کو مزید مسلمان بنائے۔ مَیں یہ کہہ رہا ہوں آپ رولنگ یہ دے دیں منسٹر کو پابند کریں کہ یہ جو چھ Wine Store گوادر میں بنائے گئے ہیں یہ کس بُنیاد پر؟ اقلیت کی آبادی کی بنیاد پر؟ کس ڈیمانڈ کی بنیاد پر اور کس ضابطے کی بنیاد پر بنائے گئے ہیں؟ ورنہ اگر یہ آپ بند نہیں کریں گے وہاں اِتنا اشتعال جب گورنمنٹ خود قانون سے بالاتر ہو کر تمام قانون کو بلڈوز کر کے Wine Store گوادر میں بناتی ہے تو عوام کو بھی قانون بلڈوز کرنے کا حق ہے کہ نہیں؟

جناب اسپیکر: گوادر والے یہ اسٹور بند کروانا چاہتے ہیں؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جی بالکل، وہاں اقلیت بھی چاہتے ہیں بلکہ مسلمان بھی چاہتے ہیں۔ میرے میٹرک کے بچوں کو شراب دی جاتی ہے۔ ہمارے نویں جماعت کے بچوں کو شراب دی جاتی ہے۔

جناب اسپیکر: اچھا ماشاء اللہ بڑی زبردست، گوادر والے بند کرنا چاہتے ہیں؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جی گوادر والے چاہتے ہیں وہاں گوادر میں شاید کچھ لوگ ہونگے جو اُن کو کہتے ہیں کہ وہ چاہیئے ہوگا۔ گوادر کی اقلیت، گوادر کے عوام، گوادر کے لوگ سب چاہتے ہیں۔ مَیں تو اُن کا نمائندہ ہوں وہ چاہتے ہیں۔ تو اِس لئے جب میرے معصوم بچے ہمارے گھر تباہ ہو رہے ہیں تو اگر گورنمنٹ آف بلوچستان تمام ضابطوں سے بالاتر ہو کر کے چھ Wine Store ہمیں دیتا ہے۔ تو گوادر کے عوام کو بھی حق حاصل ہے کہ قانون اپنے ہاتھ میں لیں۔ جب آپ قانون کو بلڈوز کرتے ہو قانون بنانے والے۔ مجھے پتہ ہے کہ قانون کے مطابق دوسو خاندان کیلئے چھ Wine Store نہیں بن سکتے۔ دوسو خاندان کے لئے چھ Wine Store بنتے ہیں قانون کے مطابق بھی نہیں

بنتے ہیں۔اور یہ Wine Store بھی اقلیت کے لئے ہیں آپ مسلمان کو دے بھی نہیں سکتے ہیں، اُس کا ریکارڈ ہوتا ہے اُس کا فوٹو ہوتا ہے تصویر ہوتی ہے فائل ہوتا ہے۔کسی مسلمان کو دے بھی نہیں سکتے ہیں۔تو اِسی لئے آپ جو بلا رہے ہیں یہ پورا ضابطہ اگلے session میں آ جائے ایکسائز کے جو منسٹر صاحب ہیں وہ آ جائیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ پوری detail ناں ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے یہ سارے اِن کی کہ کِس کِس کو لائسنس کا اجرا کیا گیا ہے کِس بُنیاد پر کرتے ہیں اور اُن کے اندر کیا شرائط ہیں کہ وہ کِس کو یہ Wines بیچ سکتے ہیں کسی کو نہیں بیچ سکتے ہیں یہ تمام details اگلے session میں تقریباً اِس کو منگوائی جائے تا کہ اس پر پھر مزید منسٹر صاحب کو بھی انتباہ کیا جائے کہ وہ بھی حاضر رہیں تا کہ اُس پر بات کی جا سکے۔جی اشوک کمار صاحب۔

جناب اشوک کمار: کی توسیع کروں گا۔۔

جناب اشوک کمار: جی، جی پلیز۔

جناب اشوک کمار: کہ جس طریقے سے، شراب تو ہمارے مذہب میں بھی حرام ہے۔

جناب اسپیکر: حرام ہے بالکل۔

جناب اشوک کمار: ٹھیک ہے۔تو شراب کے میرا خیال ہے جو ٹیکسز ہیں اس کی جو اِنکم ہوتی ہے وہ بھی حرام ہے۔ اگر minorities کے نام پر اِتنا ٹیکس وصول کیا جاتا ہے تو minorities کے اوپر ہی خرچ ہونا چاہئے۔میری یہ suggestion باقی آپ کی مرضی۔

جناب اسپیکر: thank you.۔سید ظفر علی آغا صاحب! آپ اپنے توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

سید ظفر علی آغا: شکریہ جناب اسپیکر! again وزیر صاحب تو ہیں نہیں مگر مَیں اِس پر بات کرنا چاہوں گا۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے۔

سید ظفر علی آغا: وزیر برائے محکمہ ایکسائز کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی جانب مبذول کروائینگے کہ ضلع پشین میں سال 2020ء سے لے کر تا حال محکمہ اریگیشن کی جانب سے کل کتنے لیک ڈیمز پر مرمت کا کام مکمل کیا ہے۔اور مزید کتنے باقی ہیں نیز مذکورہ لیک ڈیموں کی تعمیر کے لئے کُل کتنی رقم فنڈ مختص کی گئی ہے اور باقی ماندہ ڈیمز پر مرمت کا کام کب تک مکمل ہوگا تفصیل فراہم کی جائے؟ جناب اسپیکر! اِس سوال کا اِس توجہ دلاؤ نوٹس کا ایک اہم میرا مقصد بھی یہی تھا کہ 2020ء سے ہم نے کوئی پروجیکٹ اسٹارٹ کیا ہے 100 ڈیمز کیا۔اُس میں بڑا اچھا initiative گورنمنٹ آف بلوچستان نے لیا ہے کہ اُسکے اوپر بڑے ٹھیک ٹھاک ڈیم بنیں۔مگر وہ ڈیم مَیں نہیں کہتا ہوں سروے کہتا ہے۔اور اُس پر

بڑا ٹھیک ٹھاک سروے ہوا ہے کہ وہ ڈیمز ناقص بنے ہیں اور material wise بالکل اُس کی جس طرح ہمارے رولز کہتے ہیں کہ جسطرح کنسٹرکشن اُس کی ہوئی ہے یا اُس کی compaction ہوئی یا وہاں سے جو borrow material لالا کر یہاں سائیڈ بائی سائیڈ اُس کو بنایا گیا ہے۔ جناب اسپیکر میرے حلقے میں مَیں تقریباً پانچ ڈیم آپ کو گنوا سکتا ہوں کہ بڑے کم خرچے پر وہ بن سکتے ہیں اور اُس کو ہم کارآمد لا سکتے ہیں۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ اریگیشن، مجھے نہیں پتہ کہ اِن کے فنڈز اس کے لئے کتنے رکھے گئے ہیں، مَیں نے اِس پر بارہا تقریباً محکمہ سے بھی رجوع کیا وہاں کچھ ڈیمز ہیں۔ حرمزئی تحصیل میرا ہے سنزلہ جسے کہتے ہیں وہاں ایک بہترین ڈیم بنا ہوا ہے۔ مگر وہ بھی ناقص material کی وجہ سے کچھ اُس میں پانی چھوڑا گیا اور وہ leak ہوا۔ دوسرا حرمزئی پر بالکل تحصیل پر بالکل نزدیک یعنی پانچ کلومیٹر نزدیک اگر آپ وہاں پر جائیں وہاں ایک ڈیم بنا ہے وہ بھی leak ہوا اور اُس میں جب پانی آتا ہے اُس پانی کو نہ جمع کرنے وجہ سے اُسکا flow ہوتا ہے وہ اِتنی اسپیڈ سے آتا ہے کہ اُس کے نزدیک کلی لمڑان حرمزئی کے ساتھ ہی ایک گاؤں ہے اُس کو ڈسٹرب کرتا ہے۔ اور باقاعدہ وہ زمین بیٹھ گئی ہے اور اس پر ایک بڑی نیوز بھی چلی گاؤں کے درمیان والا حصہ باقاعدہ بیٹھ گیا ہے اس سے وہاں کے لوگ متاثر ہوئے ہیں اور وہ flood اور بارشوں سے ابھی پھر بارشوں کا موسم چلا آ رہا ہے۔ مَیں چاہتا ہوں جناب اسپیکر! اسطرح کے ڈیمز میرے جتنے بھی ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ سب کے ایریاز میں ہونگے اِس کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے لئے مَیں گزارش کرتا ہوں فنانس منسٹر اور پی اینڈ ڈی کے منسٹر بیٹھے ہوئے ہیں سی ایم صاحب! سے بالخصوص مَیں کہتا ہوں کہ اِس کے لئے کچھ فنڈز مختص کیے جائیں اتنے بڑے بڑے ڈیمز یعنی وہ زیادہ سوملین، دوسوملین، چارسوملین، پانچ سوملین کے ایک ایک ڈیم بنے ہیں۔ مگر اُن کو سنبھالنے کے لئے اُن کو بروئے کار لانے کے لئے اُس میں پانی جمع کرنے کے لئے یعنی بہت کم فنڈز چاہیے ہوتے ہیں۔ اور وہ فنڈ مجھے معلوم ہے مَیں اپنے حلقے کا ڈیم میں دیکھتا ہوں تو مَیں بڑا پریشان ہو جاتا ہوں کہ اتنا بڑا خوبصورت سا ڈیم بنایا ہے اور اتنے کم فنڈز سے وہ دوبارہ reconstruction ہوسکتا ہے اُس کی compaction ہوسکتی ہے جہاں سے وہ leak ہو چکا ہے جہاں سے وہ break کر چکا ہے اُس کو ہم بہت کم فنڈ سے بنا سکتے ہیں۔ منسٹر صاحب تو ہیں نہیں مَیں ان سے اِس فلور کے توسط سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدارا پانی لیول یہ بلوچستان کا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ پچھلی اسمبلیوں میں بھی ہمارے ممبران نے اِس پر ٹھیک ٹھاک بحث کی تھی۔ مَیں آج پھر آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے پانی کا لیول میرے حلقے میں تحصیل حرمزئی کا پانی کا لیول پہلے چار ساڑھے چار سو تھا اب مَیں آپ کو بتا رہا ہوں کرنٹ پوزیشن اُسکا یہ ہے کہ وہ ایک ہزار فٹ سے نیچے ڈراپ کر گیا ہے۔ جناب اسپیکر! اگر اِس طرح چلتا رہا اور یہ ڈیم جو بنے ہوئے ہیں اِن کو ہم نے نہیں سنبھالے یہ ہمارا قومی ایک طرح سے ورثہ ہے اِس کو ہم اگر سنبھالیں اس میں پانی جمع

کریں ۔تو میرا خیال یہ ہے کہ پانی کا لیول ہمارا اوپرآ سکتا ہے۔ اور ہمارے جتنے بھی زمیندار بھائی ہیں ۔ جناب اسپیکر! آپ یقین کریں وہ ہمیشہ میرے پاس آتے ہیں کہ مجھے کہتے ہیں کہ آپ نمائندگی کرتے ہیں پانچ ڈیم ہماری علاقے میں ہمارے حلقے میں بہت کم فنڈز سے بن سکتے ہیں۔تو میں ایک دفعہ پھر منسٹر صاحب کے پاس بھی گیا ہوں متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کے پاس بھی گیا ہوں، مجھے یہ سوال یہ جوتو جودلا وَنوٹس کے بارے میں مَیں صرف اور صرف یہ کہتا ہوں کہ ایسا دَورآنے والا ہےآپ لوگ سے آن ریکارڈ مَیں کہتا ہوں یہ ریکارڈ آج آپ لوگ نوٹ کرلیں کہ جس طرح ہم پانی کو نہیں سنبھال رہے ہیں۔جس طرح ہمارے ناقص ڈیم بن چکے ہیں جس طرح اِس پوزیشن پر اِس ٹائم ہم کھڑے ہیں، جس طرح ہمارے پانی کا ضیاع ہورہا ہے۔آپ یقین کریں ایسا دورآئے گا ،ہم دبئی کی طرح، ہم بلوچستان تو ساحل رکھتا ہے اِس میں کوئی شک نہیں ہے ۔پینے کا ایک بوتل پانی ہم دبئی کی طرح پھر پیسوں سے خریدیں گے۔اور پینے کا پانی ہمارے پاس نہیں ہوگا۔آج بھی زمیندار لوگ اپنے باغات کو کاٹ کر کے وہ اپنی اپنی جان خلاص کررہے ہیں۔ وہ اِس لئے کہ اُس کے پاس پانی نہیں ہے۔اُسکا واٹر لیول ایک ہزار سے ڈراپ کر چکا ہے جناب اسپیکر! آپ کے چمن کی بھی یہی پوزیشن ہے مجھے معلوم ہے۔میرے پشین کی بھی یہی پوزیشن ہے اسی طرح اگر ہم ژوب کو دیکھ لیں اسی طرح آواران، خاران، اِن ایریاز کو اگر بلوچ بیلٹ کو دیکھا جائے۔کوئٹہ کا یہ میں آپ کو دعوے سے کہتا ہوں کوئٹہ میں اگرآج بھی ایک ٹیوب ویل لگاتے ہیں تو وہ ہزار فُٹ سے نیچے آپ کو پانی نہیں ملتا اور وہ بھی تقریباً ایک دوسال تک وہ ٹیوب ویل کارآمد ہوتا ہے۔اور اُس کے بعد وہ بھی ختم ہوجاتا ہے۔ یہ ایک بہت alarming situtation ہے اِس کو گورنمنٹ آف بلوچستان سیریس لے۔اور یہ ہمارے فیوچر اور ہمارے آنے والی نسلوں کے لئے مَیں تو کہتا ہوں اگر ہم لوگوں نے اور کچھ نہ کیا اپنے پانی کو اسٹوریج ،اسٹور کر کے اپنے پانی کو اِن ڈیموں میں اسٹور کر کے اپنے واٹر لیول کو maintain رکھا یقین جانیں مَیں بولتا ہوں ہمارے آنے والی نسلیں ہمیں یاد رکھیں گی اور ہمیں دُعا دینگی ۔بہت شکریہ.thank you۔

جناب اسپیکر: جی مائیک آن کردیں زمرک خان صاحب، جی۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: ہماری شاہدہ بی بی جوواک آوٴٹ پرگئی ہیں تو ٹریژی بینچز کی طرف سے فرح عظیم شاہ اور سلمٰی بی بی کو اگرآپ بھجوادیں اُن کو واپس لے آئیں تو بہتر ہوگا۔

جناب اسپیکر: محترمہ شاہدہ کو؟

انجینئر زمرک خان اچکزئی: ہاں۔

جناب اسپیکر: جائیں آپ لے جائیں،آپ راحیلہ صاحبہ چلی جائیں آپ کے ساتھ اُم کلثوم صاحبہ چلی جائیں

ساتھ۔اورکوئی جانا چاہتی ہے چلی جائیں۔

جناب اسپیکر: خصت کی درخواستیں۔

سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردار عبدالرحمٰن کھیتران صاحب، جناب عبدالمجید بادینی صاحب، میر علی حسن زہری صاحب، حاجی برکت علی رند صاحب، میر ظفر اللہ خان زہری صاحب، میر زابد علی ریکی صاحب اور جناب رَوِی پہوجہ صاحب اور محترمہ ہادیہ نواز صاحبہ نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب اسپیکر: مورخہ 31 جولائی 2025ء کی اسمبلی نشست میں محترمہ شاہدہ رؤف رُکن اسمبلی کی درخواست پر چیئر کی جانب سے جاری رولنگ کی رُوشنی میں سیکرٹری برائے محکمہ پی ایچ ای کی جانب سے مفصل رپورٹ موصول ہو چکی ہے جو محرکہ کے سامنے ٹیبل کر دی گئی ہے۔

جناب اسپیکر: **ایوان کی کارروائی۔**

قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 134 کے تحت مجالس قائمہ کی خالی اسامی کو پُر کیا جانا۔

جناب اسپیکر: وزیر برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور! مجالس برائے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی اور مجلس برائے محکمہ داخلہ وقبائلی امور، جیل خانہ جات، صوبائی ڈیزاسٹر منجمنٹ اتھارٹی (پی ڈی ایم اے) کی اتفاقیہ خالی اسامیوں کو پُر کرنے کی بابت تحریک پیش کریں۔

نوابزادہ محمد زرین خان مگسی (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سیاحت وثقافت وقانون وپارلیمانی امور): جی مَیں زرین مگسی، وزیر برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ جناب ولی محمد نورزئی، پارلیمانی سیکرٹری، جناب محمد خان لہڑی، پارلیمانی سیکرٹری اور محترمہ صفیہ بی بی رُکن اسمبلی کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی اتفاقیہ خالی اسامیوں پر جبکہ میر علی مدد جتک رُکن اسمبلی کو مجلس قائمہ برائے محکمہ داخلہ وقبائلی امور و جیل خانہ جات، صوبائی ڈیزاسٹر منیجمنٹ اتھارٹی (پی ڈی ایم اے) کے رُکن منتخب کئے جائیں۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔

جناب اسپیکر: آیا تحریک منظور کی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک منظور ہوئی۔ لہٰذا جناب ولی محمد نورزئی صاحب، پارلیمانی سیکرٹری، جناب محمد خان لہڑی ، پارلیمانی سیکرٹری اورمحترمہ صفیہ بی بی رُکن اسمبلی کو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی اتفاقیہ خالی اسامیوں پر جبکہ میر علی مدد جتک رُکن اسمبلی کومجلس قائمہ برائے محکمہ داخلہ وقبائلی اموروجیل خانہ جات وصوبائی ڈیزاسٹرمنجمنٹ اتھارٹی (پی ڈی ایم اے) کے رُکن منتخب کئے جاتے ہیں۔

جناب اسپیکر: **غیرسرکاری قراردادیں۔**

اصغرعلی ترین صاحب! آپ اپنی قراردادنمبر 51 پیش کریں۔آپ دیکھیں۔اُن کی قرارداد ہے وہ خود دوسروں کی counselling کررہے تھےاورخودغیرحاضر ہیں۔

جناب اسپیکر: میر یونس عزیز زہری قائدحزب اختلاف،میر زابدعلی ریکی،جناب اصغرعلی ترین،سیدظفرعلی آغا،ڈاکٹر نواز کبزئی،جناب رَوِی پہوجہ اور میر غلام دستگیر بادینی، ارکان اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر56 پیش کریں۔جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹرمحمدنواز کبزئی: **مشترکہ قراردادنمبر 56۔** ہرگاہ کہ بلوچستان کے طلباء کوملک کے دوسرے صوبوں کے مقابلے میں منفرد سماجی، اقتصادی اور بنیادی ڈھانچے کے چیلنجز کا سامنا ہے۔جبکہ صوبہ کے طلباء کوPCSاوردیگر مسابقتی امتحان پاس کرنے کیلئے بلوچستان پبلک سروس کمیشن کی جانب سے تین مواقع فراہم کئے جاتے ہیں۔موجودہ نظام کی وجہ سے بلوچستان کے طلباء کا دیگرصوبوں کے طلباء کے مقابلے میں ایک بڑا نقصان ہوتا ہے۔جیسا کہ خیبر پختونخوا حکومت نے اپنےصوبے میں (attempts) کی تعداد 3 سے بڑھا کر 5 کرنے کی منظوری دی ہے۔اِس فرق کوختم کرنا اورسب کو مساوی مواقع فراہم کرنا وقت کی ضرورت ہے۔ واضح رہے کہ ملک کے دیگرصوبوں کی بہ نسبت بلوچستان میں تعلیمی وسائل کی کمی کی وجہ سے ہمارے طلباء کو اِن چیلنجز کا سامنا ہے۔جو کہ ملک کے دیگرصوبوں کے طلباء کونہیں ہوتا ہے۔ بلوچستان کے طلباء کو پانچ (attempts) کی اجازت سےتمام طلباء کومساوی حقوق فراہم ہونگے اور یہ سوشل انصاف کے اُصولوں کےمطابق ہوگا۔ ہرطالب علم کواپنے خواب کو پورا کرنے کاحق ملنا چاہیے۔اس تبدیلی سے نہ صرف انفرادی طور پرطلباء کا فائدہ ہوگا بلکہ اِس سےصوبے کی مجموعی ترقی پربھی مثبت اثرات مرتب ہوں گے۔سول سروسز میں بہترین اورتجربہ کار افراد کی شمولیت سےصوبہ میں حکومتی کارکردگی میں بہتری لائی جاسکتی ہے۔جوعوامی خدمات کی فراہمی کے معیارکوبہتر بنائے گی۔لہٰذا مذکورہ بالا حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ پی سی ایس اور دیگرمسابقتی امتحانات کے (attempts) کی تعداد کو 3 سے بڑھا کر 5 کرنے کے لئے متعلقہ قوانین میں ضروری ترامیم کرنے کویقینی بنانے کے لئے عملی اقدامات اُٹھائے۔تاکہ صوبے کےطلباء وطالبات کوایک مساوی اور بہتر

تعلیمی مواقع فراہم ہوسکیں۔ اِس سے نہ صرف تعلیمی تفاوت میں کمی آئے گی بلکہ بے روزگاری میں کمی کے ساتھ ساتھ ٹیلنٹ کو برقرار رکھنے کی حوصلہ افزائی ہوگی اور یہ ہمارے نوجوانوں کے لئے ایک بہتر مستقبل کی بنیاد بنے گی جس سے بلوچستان کی ترقی کے لئے بھی ایک نیا راستہ کھلے گا۔

جناب اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 56 پیش ہوئی۔ کیا محرکین اپنی مشترکہ قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: جی ہاں۔

جناب اسپیکر: جی پلیز۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان ایک بہت پسماندہ صوبہ ہے۔ اور یہاں ہمیں تعلیم کے مواقع دوسرے صوبوں کی بہ نسبت بہت کم ملتے ہیں۔ ہمارے طلباء مختلف مسائل کے شکار ہیں۔ اور وہ اپنے گریجویشن کے بعد جب پی سی ایس یا سی ایس ایس کی تیاری کرتے ہیں تو اُن کو اس دوران کافی مشکلات ہوتی ہیں۔ اِن کو مدنظر رکھتے ہوئے جیسا کہ ہمارے خیبر پختونخوا میں 3 کی بجائے 5 attempts کی اِجازت مل چکی ہے۔ اَب اگر صوبہ بلوچستان میں بھی اِن طلباء کو 3 کی بجائے 5 attempts کی اجازت مل جائے تو اِس سے ہمارے طلباء کی حوصلہ افزائی بھی ہوگی۔ اور دوسری بات یہ ہے۔ میں کہتا ہوں جتنی بھی اِنسان زیادہ اسٹڈی کرتا ہے۔ اگر ایک بُک کو ایک بار، دو بار یا تیسری بار پڑھا جائے تو اِتنا اُس بچے میں ٹیلنٹ نہیں آئے گا کہ جب وہ چوتھی اور پانچویں بار بھی پڑھے اگر وہ exam پاس کریں تو ایک بہترین ہمارے لئے آفیسر ثابت ہوگا۔ جو کہ وہ اپنی ذمہ داریاں ہیں اَحسن طریقے سے انجام دے سکے گا۔ اَب ہمارے طلباء جب سی ایس ایس کے تین attempts میں ناکام ہوتے ہیں تو وہ disheart ہوجاتے ہیں۔ اپنی تعلیمی سرگرمیاں چھوڑ جاتے ہیں۔ لہٰذا میں اِس ایوان کے توسط سے جناب اسپیکر صاحب! سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ سفارش کی جائے ہمارے بلوچستان کے طلباء کو بھی 5 attempts کی اِجازت دی جائے۔ thank you very much

انجینئر زمرک خان اچکزئی: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: جی زمرک خان صاحب کا مائیک آن کردیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: جناب اسپیکر صاحب! قرارداد نمبر 56 جو ہمارے دوستوں نے پیش کی ہے حقیقت میں یہ ایک بہت اہمیت والی قرارداد ہے۔ پہلے تو میں request کروں گا کہ ہماری پارٹی کی طرف سے ہمارے تین ممبروں کا نام بھی اِس میں شامل کیا جائے کہ یہ جو قرارداد ہے ہماری ان کے ساتھ مشترکہ قرارداد بنے۔ دوسری بات یہ ہے کہ

بلوچستان کے حالات کو دیکھتے ہوئے ہر لحاظ سے چاہے وہ ایجوکیشن کے حوالے سے ہو، چاہے وہ ہیلتھ کے حوالے سے ہو،۔ چاہے وہ زراعت کے حوالے سے ہو، مطلب ہر فیلڈ میں ہم دوسرے صوبوں سے پیچھے ہیں۔ خاص کر اگر تعلیمی معیار کو دیکھا جائے تو بلوچستان میں تعلیمی معیار اتنا پیچھے ہے، compared to پنجاب، خیبر پختونخوا اور سندھ۔ اُن کے پاس تو پہلے سے ایجوکیشن کے حوالے سے اتنے اچھے اچھے ادارے موجود ہیں۔ میں ایک دفعہ ایچ اِی سن کالج گیا تھا مَیں نے اُن سے ایک request کی تھی کہ اگر آپ لوگ اِس طرح کے ادارے کی ایک برانچ بھی ہمارے بلوچستان میں establish کر دیں تو کم از کم ہمارے بچوں کا ٹیلنٹ آپ کے سامنے آ جائیگا کہ بلوچستان میں کتنا ٹیلنٹ ہے۔ اور اگر آپ مری میں ایک اسکول بناتے ہو اور اُسی طرح اسکول کی ایک برانچ یہاں بھی ہو تو پھر ہم بلوچستان کے اُس ٹیلنٹ کو آگے لا سکتے ہیں، اُجاگر کر سکتے ہیں جو پنجاب، پختونخوا اور سندھ کے مقابلے میں آ سکے۔ خیر ہے وہ تو انہوں نے ایک وعدہ کیا تھا یہ کوئی چھ سات سال پہلے کی بات ہے کہ ہم آئیں گے وہاں دیکھیں گے اور اِس طرح کا ایک ادارہ آپ کو کھول کر دیں گے۔ بہترین طریقے سے کچھ ہماری ایجوکیشن میں بہتری آئی ہوئی ہے وہ ہمارے اپنے صوبائی لیول پر، اگر ہماری حکومت کی طرف سے ہو یا ہمارے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ہو وہ تو اپنی جگہ۔ اگر ہم نے کیڈٹ کالج بنایا ہوا ہے۔ کوئی BRC بنایا ہوا ہے تو وہ اپنی جگہ۔ لیکن کچھ جو semi government کے ادارے ہیں وہ ہمارے پاس نہیں ہیں ہمیں بلوچستان کو یہ لوگ فوکس کرتے ہیں جناب اسپیکر صاحب۔ اِس لیے پھر ہم پر الزام بھی لگائے جاتے ہیں، جس طرح مَیں تھوڑی سی اِس لیے یہ بات کر رہا ہوں کہ جب ہم جاتے ہیں۔ ایک دفعہ ہمارے چیف منسٹر صاحب تھے مَیں اُن کا نام تو نہیں لوں گا اُس وقت ہمارے ساتھ آپ بھی منسٹر تھے۔ آپ کو اگر یاد ہو کہ جب ہم اسلام آباد گئے تھے، ہم ایک میٹنگ میں ہمارے چیف منسٹر نے جب انگریزی میں بات شروع کی تو پنجاب والے عجیب دیکھ رہے تھے کہ اِن کے چیف منسٹر کو انگریزی بھی آتی ہے۔ ہماری یہ حیثیت وہ ہمیں اِس نظر سے دیکھتے ہیں ہمارے بلوچستان کے ایم پی ایز ہوں یا ہمارے جو ایجوکیشن سے تعلق رکھنے والے کوئی آفیسرز ہوں یا کوئی بھی ہو۔ پتہ نہیں وہ ہمیں کیوں جاہل سمجھتے ہیں۔ جاہل اِس لیے ہمیں سمجھتے ہیں کہ ہم ٹاٹ پر بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ اور وہ لوگ بہت اچھی سی اعلیٰ کوالیٹی کی کرسیوں پر بیٹھ کر اپنی ایجوکیشن حاصل کرتے ہیں۔ پھر آ کر کہتے ہیں کہ CSS پر ہمارے ساتھ مقابلہ کر لو۔ تو میں کہتا ہوں کہ سی ایس ایس میں اُس وقت ہم مقابلہ کر سکتے ہیں کہ آپ وہی ادارے ہمیں بھی provide کر لیں جو آپ کے پاس ہیں۔ آپ نے کبھی یہ سوچا ہے کہ بلوچستان کی پسماندگی کو کس طرح آپ دُور کر سکتے ہیں۔ بلوچستان میں تو ایک ایجوکیشن کی پسماندگی نہیں ہے ہمارے ساحل و وسائل سے لے کر ہماری محرومیاں جو 70 سال سے شروع ہیں۔ ہم جب یہاں چیختے ہیں تو کوئی سننے والا نہیں ہوتا۔ اور پھر ہمیں مختلف خطابات سے نوازتے ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ اس میں بھی ہم کیوں

اتنی دیر کرتے ہیں کہ ہمارا talent ہیں، ابھی بھی ہماری لڑکیاں ہمارے پاس آئی تھیں یہ نوجوان میرے ساتھ مل بیٹھ کے گئے تھے، کسی نے کلیئر کیا ہوا ہے، کسی کا ایک پیپر رہ گیا ہے۔ اچھا KP میں پانچ attempts کی اجازت ہے پنجاب میں اور سندھ میں ہے اور ہم بلوچستان والے اِس پر آج تک سوچتے بھی نہیں ہیں کہ ہمارے پی سی ایس کے بچے جو ہمارا talent ہے اُن کو ہم کیوں اِس طرح اِس پسماندگی سے نہیں نکال سکتے۔ یہ قرارداد حقیقت میں بہت اہمیت کی ہے اسپیکر صاحب! میں اپنے چیف منسٹر صاحب سے، اپنے ٹریژری بنچز کے دوستوں سے اپوزیشن والوں کی طرف سے تو یہ قرارداد پیش ہوئی ہے میں اسکی بھرپور حمایت کرتا ہوں اور یہ request کرتا ہوں اور یہ آپ سے خصوصی مطالبہ کرتا ہوں کہ آپ اپنے بچوں کو اِن جوانوں کو یہ موقع دیدیں کہ پانچ کے بجائے میں تو کہتا ہوں کہ اِن کو چھ attempts کی اجازت دیدیں ہم تھوڑا پختونخوا اور پنجاب سے اپنے بچوں کو زیادہ relax کر دیں اُن کو زیادہ اہمیت دیدیں اور اُن کو زیادہ موقع دیدیں تو میرا مطالبہ ہے اور اِس کی میں حمایت کرتا ہوں اور سب سے یہ request کرتا ہوں کہ اِن کی بھرپور حمایت کریں شکریہ جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: - thankyou جی منسٹر پی اینڈ ڈی پلیز۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات): جناب اسپیکر! یہ جو قرارداد ہمارے اپوزیشن ممبران کی طرف سے آئی ہے انتہائی اہمیت کی حامل ہے اور ضروری بھی ہے۔ ہمارے جو بلوچستان کے نوجوانوں کے لیے ایک اُمید رہ گئی ہے وہ ہے بلوچستان پبلک سروس کمیشن۔ اور الحمدُ للہ ہم باقی محکموں میں بھی transparency اور appointments میں شفافیت لا رہے ہیں۔ بلوچستان پبلک سروس کمیشن میں جو attempts ہیں no doubt کہ KP اور فیڈرل پبلک سروس کمیشن نے اپنے attempts بڑھا کر تین سے پانچ کر دیئے ہیں جس پر سی ایم صاحب اور ہمارے باقی جتنے بھی کابینہ کے اراکین ہیں اِس بات پر متفق ہیں کہ ہمارے اِن نوجوانوں کو maximum چانس ملے۔ اور نہ کہ صرف ہم نے بلوچستان پبلک سروس کمیشن کی اس attempts کی بات کی بلکہ سی ایم صاحب نے personally بلوچستان پبلک سروس کمیشن کے معاملات کو دیکھا ہے اور اُن کے ممبران کی تعداد اُس میں بھی اضافہ کیا ہے اور پہلی مرتبہ ایک خاتون ممبر بھی منتخب ہوئیں جو ایک خوش آئند بات ہے جناب اسپیکر! میں اِس قرارداد کے توسط سے ہمارے جو ریٹائرڈ پبلک سروس کمیشن کے چیئرمین ہیں صادق درانی صاحب، مَیں اُن کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور اِس کے ساتھ شیسناک کوہلی صاحب کو جنہوں نے ایک outstanding وقت گزارا۔ اور اُن کے دَور کو بلوچستان کے نوجوان سنہرے دَور کے طور پر یاد کرتے ہیں۔ تو definitely جو آنے والا دَور ہوگا اِسی طرح کے کردار کا مالک ہوگا۔ جب ہمارے ادارے وہ function کریں گے ادارے لوگوں کو services

provide کریں گے تو no-doubt اُس کے اثرات نہ صرف بلوچستان کی بیوروکریسی اور حکومت پر پڑتے ہیں بلکہ بلوچستان کے عام لوگوں پر بھی پڑتے ہیں اور لوگوں کی حکومت سے جو اُمید ہے۔ جتنے بھی ان کا بیوروکریٹک نظام ہے وہ اُمید ہے بڑھ جاتا ہے۔ تو یہ انتہائی اہمیت کی حامل قرارداد ہے ہم اس کی بھرپور حمایت کرتے ہیں وزیراعلیٰ صاحب تشریف فرما ہیں شاید اُس پر کوئی پالیسی بیان دیں لیکن میں اُس کی بھرپور حمایت کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: thank you یہ منسٹر ہیلتھ کا مائیک آن کردیں۔ اچھا! it is okay۔ اِس میں بخت کاکڑ صاحب میرا خیال ہے بس ہوگیا۔

محترمہ اُمِ کلثوم نیاز بلوچ: اِس میں میرا نام بھی شامل کیا جائے جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: ok اس میں آپکا نام شامل کردیتے ہیں، ٹھیک ہے۔ اِس کو ہاؤس کی طرف سے مشترکہ قرارداد declare کی جاتی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا مشترکہ قرارداد منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: مشترکہ قرارداد منظور ہوئی۔

جناب اسپیکر: مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 57 پیش کریں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: **قرارداد نمبر 57** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہرگاہ کہ قومی اسمبلی آف پاکستان نے 07 ستمبر 1974ء کو قادیانیوں کو کافر قرار دیا۔ قادیانی وہ فتنہ تھے جو عقیدہ ختمِ نبوتﷺ پر ضرب لگانے کی سازش کررہے تھے۔ اُس وقت کے جیّد علمائے کرام نے پورے ملک میں تحریک چلا کر دلائل کے ساتھ قومی اسمبلی کو قائل کیا کہ قادیانی کافر ہیں۔ اُس وقت کے وزیراعظم شہید ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کو بھی قائل کیا گیا۔ یہ ایوان اُس وقت کے وزیراعظم شہید ذوالفقار علی بھٹو (مرحوم)، قومی اسمبلی کے اراکین، مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی (مرحوم)، مفتی محمود (مرحوم)، مولانا عبدالستار نیازی (مرحوم) اور دیگر علمائے کرام کی جدوجہد کو خراج تحسین پیش کرتا ہے۔ اور یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں کے فتنے سے پاکستان کو بچانے کے لیے سخت اقدامات اٹھائے۔ مزید براں یہ ایوان اِس عزم کا اظہار کرتا ہے کہ عقیدہ ختمِ نبوتﷺ کے تحفظ کے لیے کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 57 پیش ہوئی۔ کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جی بہت شکریہ۔ جناب اسپیکر! جو عقیدہ ہے ہمارا، عقیدہ ختمِ نبوتﷺ ہے۔ مطلب حضورﷺ کی جو شخصیت ہے اُس پر اُنکے آخری نبیﷺ اور رسولﷺ ہونے پر پوری اُمت متفق ہے۔ اِس میں ہم

دیوبند مکتبہ فکر، اہل تشیع، بریلوی، یعنی مسلمانوں میں کوئی طبقہ ایسا نہیں ہے جو حضورﷺ کی شخصیت جو آخری نبیﷺ ہونے پر متفق نہ ہو۔ صحابہ کرامؓ نے بھی جو جھوٹے نبی آئے اُس وقت بھی اُن کے خلاف جہاد کیا۔ اور مسلمانوں نے کبھی بھی ایسے فرد کو برداشت نہیں کیا جو حضورﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ پاکستان بننے کے بعد سے فتنہ قادیانی ذرا شروع ہوا تو 25 مئی کو، 29 مئی 1974ء کو جو ربوا ریلوے اسٹیشن ہے، نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طالب علم پر جب قادیانیوں نے حملہ کیا اُس پر تشدد کیا۔ اور نشتر کالج کے جو طالب علم تھے وہ اسلامی جمعیت طلباء کے ہمارے طالب علم تھے اُن پر حملہ کیا۔ اُس وقت ایک تحریک شروع ہوئی مجلس تحفظ ختم نبوتﷺ بنا پورے علماء کرام مسالک اکھٹے ہوئے پورے پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف شٹر ڈاؤن پہیہ جام ہڑتال ہوئی۔ تو اُس وقت جو ایک تحریک بہت عروج پر تھی۔ قادیانیوں کے جتنے لٹریچر تھے۔ میرے پاس بانی جماعت اسلامی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی ایک کتاب ہے جو قادیانیوں کا پورا پوسٹ مارٹم ہے۔ اِس کتاب کو لکھنے پر جنرل ایوب خان نے سید ابوالاعلیٰ مودودی کو اُس وقت کی عدالت نے سزائے موت کا فیصلہ سنایا۔ سزائے موت بعد میں عمر قید میں تبدیل ہوئی۔ 11 مئی 1973ء کو جنرل ایوب خان کی عدالت نے سزائے موت کا فیصلہ سنایا قادیانیوں کے جتنے لٹریچر تھے جناب اسپیکر! چند لٹریچر کا مَیں نام لیتا ہوں قادیانیوں کے جتنے لٹریچر تھے۔ اس میں الفضل کا دھیان ہے، حقیقت النبوۃ ہے، ادوارِ خلافت ہے، بدر نام کا رسالہ ہے، آئینہِ صداقت ہے، تریاق القلوب ہے، ملفوظاتِ احمدیہ ہے۔ ایسے اور بھی سینکڑوں کتابیں مرزا غلام محمد قادیانی کی اپنی اور ان کے جتنے خلفاء تھے ان کی جو کتابیں تھیں سب میں چار الفاظ چار چیزیں واضح تھیں جناب اسپیکر۔ چار چیزیں یہ جو قادیانیوں کی چار چیزیں سامنے آئیں تمام لٹریچرز پر جن کتابوں کا مَیں نے نام لیا۔ اس میں ایک یہ تھا۔۔۔ (مداخلت)

جناب اسپیکر: Please order in the House.

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: یہ ہماری جو غریبوں کی بات، سی ایم صاحب تھوڑا۔

جناب اسپیکر: جی جی آپ بتائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: یہ جو تمام قادیانیوں کے لٹریچرز تھے۔ جتنے بھی قادیانیوں کے جو لٹریچر تھے اِن میں چار چیزیں واضح آئیں، ایک یہ تھا کہ تمام لٹریچرز میں مرزا غلام احمد نبی ہے۔ دوسرا اُن کے لٹریچر میں یہ آیا کہ جو غیر احمدی ہیں مطلب مَیں اور آپ یہ کافر ہیں۔ تیسرا یہ تھا پاکستان اور بلوچستان کو قادیانی احمدی اسٹیٹ بنانا چارہے تھے۔ اِس میں بھی یہ ہے پورا ریکارڈ ہے کہ وہ بلوچستان کو بھی اور پاکستان کو بھی قادیانی احمدی اسٹیٹ بنانا چارہے تھے۔ اِسی طرح وہ برطانوی سامراج کی غلامی کو عبادت کا درجہ دیتے تھے۔

جناب اسپیکر: یہ غلام محمد پرویز کی کتاب ہے؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: ہاں یہ قادیانی کی، پرویز نہیں یہ اور دوسرا قادیانی۔

جناب اسپیکر: دوسرے غلام محمد کی ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: ہاں یہ جو قادیانیوں کا جو پہلے نبی ہونے کا دعویدار تھا۔ 30 جون 1974ء کو اپوزیشن نے قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت کی قرارداد پیش کی۔ طویل بحث کے بعد قادیانیوں کو بلایا گیا قومی اسمبلی میں علمائے کرام بھی موجود تھے، سوال و جواب ہوا۔ اُن کے تمام لٹریچر اُن کے سامنے رکھے گئے۔ اُن کو بتایا گیا کہ تمہارے یہ عقائد ہیں۔ اُن کو یہ بھی بتایا گیا کہ ہمیں کیا سمجھتے ہیں؟ اُس نے کہا کہ تمہیں ہم کافر سمجھتے ہیں۔ تو تمام دلائل کے بعد 07 ستمبر 1974ء کو متفقہ طور پر قادیانیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا، غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ تو اِس لیے مَیں نے آج یہ پیش کی کہ دو دن بعد 07 ستمبر ہے، ہم اُس وقت کے وزیر اعظم شہید ذوالفقار علی بھٹو کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ اِسی طرح بانی جماعت اسلامی سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ، مولانا شاہ احمد نورانی رحمت اللہ علیہ، تمام مسالک کے علمائے کرام کو ہم خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ اُنہوں نے جدوجہد کی پورے پاکستان کے مسلمانوں کے لئے۔ آخر میں ایوان سے یہ بھی بات کرنا چاہتا ہوں مسلمانوں کی حکومت کی جناب اسپیکر! کیا ذمہ داری ہے مسلمانوں کی حکومت کی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ ہمیں پیاس لگے تو پانی فراہم کرے، بھوک لگے تو کھانا فراہم کرے۔ ہماری عزت، ہمیں تعلیم دے، علاج دے، مسلمانوں کے حکمرانوں کی ہمارے عقائد کے تحفظ کی بھی ذمہ داری ہے۔ ہمارے عقائد کے تحفظ بھی مسلمان حکمرانوں کی ذمہ داری ہے۔ اگر ایسے فتنے، ایسے گروہ، ایسے لوگ جو ہمارے عقائد پر حملہ آور ہوں، ہمارا عقیدہ ختم نبوت پر حملہ ہوں، ہماری نسل کو تاراج کر رہے ہوں تو مسلمانوں کے حکمرانوں کی ذمہ داری ہے کہ ہماری نسل کا تحفظ کریں۔ تو اس لیے آج کے اس ایوان مَیں یہ قرارداد پیش کر رہا ہوں کہ پورا ایوان یہ عزم کا اظہار کرے کہ ہم حضور ﷺ کے ناموس کی خاطر، حضور ﷺ کے عقیدے کے تحفظ کی خاطر پورا ایوان متفق ہے، تمام مسلمان متفق ہیں اور ہم فتنہ قادیانی کی سرکوبی بھی کریں گے اور اُس کو دوبارہ اُٹھنے بھی نہیں دیں گے اور اپنی نسل کا تحفظ بھی کریں گے۔ پورا ایوان جیسے تمام قرارداد مشترکہ ہم بناتے ہیں جو دنیاوی ہماری قراردادیں ہوتی ہیں تو یہ ہمارے عقیدے کی قرارداد ہے تو سب کی متفقہ ہونی چاہیے۔

جناب اسپیکر: شکریہ، کوئی اور محرک اس پر بولنا چاہیں گے؟ جی میڈم راحیلہ صاحبہ۔ جی ان کا مائیک آن کر دیں۔

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی (وزیر محکمہ تعلیم): شکریہ اسپیکر صاحب! آپ نے بولنے کا موقع دیا۔ مَیں مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب کی اس قرارداد کی مکمل حمایت کرتی ہوں انتہائی اہم قرارداد ہے۔ بحیثیت مسلمان ہم سب کا

یہ ایک ایمان ہے کہ رسول پاک ﷺ آخری نبی ہیں۔ اور اُن کا میسج اللہ تعالیٰ نے، اللہ تعالیٰ کا میسج وہ اُن کے میسنجر تھے اور اُنہوں نے ہم سب پر پہنچایا۔ اِس میں اگر کوئی رَد و بدل کرتا ہے یقیناً وہ ایک فتنہ ہے۔ اور اُنہوں نے جو ہسٹری پیش کی کہ 1974 میں ذوالفقار علی بھٹو شہید کی جو کوشش تھی اور مولانا مودودی صاحب اور تمام کیبنٹ اور تمام اسمبلی میں بیٹھ کے اِس پر پوری مشاورت کی گئی اور اُن کے سامنے بیٹھ کے اُن کو بتایا کہ they are wrong. ہم دنیا میں کہیں بھی جاتے ہیں سر! سب سے بڑا مسئلہ یہ ہوتا ہے مَیں جب جاتی ہوں مَیں امریکہ گئی تو مَیں حیران ہوئی۔ اُنہوں نے کہا کہ مسجد میں آپ جائیں گے تو ہم مسجد چلی گئیں جمعہ کی نماز تھی۔ تو مَیں حیران تھی کہ باہر کچھ لوگ الگ نماز الگ پڑھ رہے تھے تو مَیں حیران ہوگئی مَیں نے کہا آپ لوگ کون ہیں؟ تو اُنہوں نے کہا کہ جی ہمیں اندر نہیں جانے دیتے۔ مَیں بڑی پریشان ہوئی۔ جب ہم اندر گئے تو اُنہوں نے بتایا کہ یہ قادیانی فرقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور اِس لیے ہم اِن کو مسجد میں داخل نہیں ہونے دے رہے ہیں۔ لیکن باہر کی دنیا ہے وہ اتنا مکس کر جاتی ہے کہ مسلمان اور قادیانی کو وہ اُس کا فرق ہی نہیں سمجھتے ہیں۔ اور بہت سے لوگ مسلمان جو غیر مسلم ہیں، مسلمان جب ہوتے ہیں تو وہ قادیانی ہو جاتے ہیں اُنھیں یہ نہیں پتہ چلتا کہ مسلمان اور قادیانی میں کیا فرق ہے۔ مَیں سمجھتی ہوں کہ رسول پاک ﷺ پر جس کے لئے یہ قرارداد، جو محبوب خدا اور پوری دنیا تمام کائنات اُن کے لئے ہیں۔ تمام خزانے اُن کے لئے کھول دیئے گئے تھے اُس وقت کچھ لوگ تھے آج دنیا میں سب سے بڑا مذہب اسلام ہے وہ پھیلا ہے اور بہت بڑے بڑے جو منکر تھے اُنہوں نے اسلام قبول کیا تو بارہ ربیع الاوّل بھی کل ہے، ماشاءاللہ اُن کی پیدائش کا دن جس میں وہ اِس دنیا میں تشریف لائے تو اُس مناسبت سے مولانا صاحب کی قرارداد بھی بہت اہمیت کی حامل ہے۔ ہم نے اِس پر مَیں تو سمجھتی ہوں کہ پورے ایوان کی مشترکہ قرارداد ہو جس میں میرا نام بھی شامل کیا جائے پورے ایوان کی طرف سے کیا جائے۔ اور اُس ہستی کے لئے جو روزِ قیامت ہماری شفاعت فرمائیں گے، اُس ہستی کے لئے جس کیلئے ہم ہزار دفعہ بھی جان دیں تو اُن پر قربان ہیں۔ مَیں سمجھتی ہوں کہ this is the thing کہ ہمیں اِس پر بڑی سنجیدگی سے سوچنا چاہیے۔ کیوں کہ وقتاً فوقتاً اِس طرح کی کوششیں ہوتی رہتی ہیں۔ اِس طرح کی جو books ہیں لائی جاتی ہیں، ہماری نوجوان نسل کو ایک طرف سے جو پیسے دے کر یا کسی بھی طرح attraction دنیا کی دے کے قادیانیت کی طرف راغب کیا جاتا ہے تو میرے خیال میں اِس پر بہت سنجیدگی سے توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اور مَیں again مولانا صاحب کی اس قرارداد کو نہ صرف بلکہ اُن کی اِس efforts کی قدر کرتی ہوں جو اس ایوان میں لائے ہیں اور اس کی مکمل حمایت کرتی ہوں۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: thank you۔ جی علی مدد جتک صاحب! مشترکہ قرار دیں؟

حاجی علی مدد جتک: جی، جی مشترکہ، پورا مشترکہ۔

جناب اسپیکر: ok. مشترکہ قرارداد پورے ہاؤس کی جانب سے۔

جناب اسپیکر: آیا مشترکہ قرارداد نمبر 57 منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 57 منظور ہوئی۔ جی خیر جان بلوچ صاحب۔

جناب خیر جان بلوچ: بسم اللہِ الرحمٰن الرحیم۔ جناب اسپیکر صاحب! 02 ستمبر کو جو دل خراش واقعہ پیش آیا اِس کی مَیں شدید الفاظ میں مذمت کرتا ہوں۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ جس نے یہ سازش کی وہ پورے ملک میں عدم استحکام، لاقانونیت اور دہشت گردی جیسے مجرمانہ عمل کا خواہاں تھا۔ یقیناً بلوچستان کی لیڈر شپ کی موجودگی میں ایسے واقعات کا ہونا یہ کسی طور پر ہمارے ملک اور ہمارے عوام کے لئے کوئی نیک شگون بات نہیں تھی۔ جس نے سازش کی تھی اُس کا مقصد یہ تھا کہ پاکستان کو عدم استحکام کا شکار بنائے اور ایسی خلفشار پھیلے تاکہ عوام روڈوں پر آئیں۔ احتجاج ہو، تصادم ہو۔ تو اللہ پاک کا یہ کرم ہوا۔ جو لوگ شہید ہو گئے یقیناً اللہ پاک اُن کو جنت الفردوس میں جگہ دے گا اور جو زخمی ہوئے اللہ تعالیٰ اُن کو صحت دے لیکن الحمدُ للہ وہ اپنے اس اہم مقصد میں کامیاب نہیں ہوئے جس میں ہماری پارٹی کے مرکزی جنرل سیکرٹری میر کبیر محمد شہی کی گاڑی کے پاس دھماکہ ہوا۔ شکر الحمدُ للہ اُن کی گاڑی بم پروف تھی وہ بچ گئے اُس کی گاڑی کی وجہ سے کچھ اور لوگ بھی بچ گئے۔ مَیں سمجھتا ہوں ایسی دہشت گردانہ کارروائیاں، یہ مذموم مقاصد اس لئے ہوتے ہیں کہ ملک میں انتشار مایوسی ہو۔ تو مَیں اس ایوان کے توسط سے یہ کہنا چاہوں گا کہ دہشت گرد جو بھی ان ءعزائم ہو، پاکستان کے عوام اس ملک کے عوام دہشت گردی کے خلاف، تشدد کے خلاف اور ملک دشمن عناصر کے خلاف اکھٹے ہیں تشدد چاہے کسی بھی قسم کا ہو ہم جمہوری لوگ ہیں اور ہم آئین اور قانون کی بالا دستی پر یقین رکھتے ہیں۔ ہم اُس کی ہر جگہ ہر سطح پر مذمت کریں گے۔ تو مَیں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ ہماری پارٹی کے سیکرٹری جنرل میر کبیر احمد محمد شہی جو سینیٹر بھی رہے ہیں وہ بچ گئے۔ محمود خان اچکزئی جیسی شخصیت، اختر مینگل جیسی شخصیت یا ہمارے اصغر خان اچکزئی جو ہماری عوامی نیشنل پارٹی کے جو ہمارے دوست ہیں۔ وہ بھی ایک سیاسی کارکن ایک قبائلی راہنما اور ایک لیڈر ہیں بلکہ اس واقعہ سے دشمن یہ چاہتے تھے کہ تمام لیڈر شپس خدانخواستہ اسکے زد میں آئیں اور پاکستان میں اور ملک کے اندر ایک تشدد کا نہ رُکنے والا سلسلہ شروع ہو۔ مَیں حکومت سے گزارش کروں گا کہ ایسے واقعات کی روک تھام کے لئے، یقیناً حکومت کا اپنا طریقہ کار ہے لیکن ہماری گزارش اُن سے یہ ہوگی کہ اِس تشدد کو اور اِس دہشت گردانہ کارروائیوں کو روکنے کیلئے وہ جامع لائحہ عمل اور ایک پالیسی بنائے۔ ہم تشدد اور دہشت گردی کے خلاف سب کے ساتھ ہیں۔ شکریہ

جناب اسپیکر: thank you۔ قرارداد نمبر 51 اصغر علی ترین صاحب کی جانب سے پہلے بھی آئی تھی 31 جولائی کو ڈیفر ہوئی تھی اور آج پھر اصغر صاحب کی غیر موجودگی ہے، لہٰذا اس قرارداد کو بھی dispose-off کیا جاتا ہے۔

سی ایم صاحب! آپ کچھ تو نہیں کہیں گے؟ ok۔

جناب اسپیکر: اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 8 ستمبر 2025ء بوقت سہ پہر 3:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 4 بجکر 32 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆